ڈاکٹر محمد انصار اللہ کے خطوط بہ نام شمس بدایونی

شمس بدایونی

مشاہیر کے خطوط کی تیسری قسط حاضر ہے۔ قسطِ اول میں مالک رام، دوم میں شمس الرحمن فاروقی کے خطوط پیش کیے گئے تھے جو بالترتیب 'معارف' اعظم گڑھ، فروری ۲۰۲۱ء اور شش ماہی 'تحصیل' کراچی، دسمبر ۲۰۲۰ء میں شائع ہوئے۔ پیشِ نظر قسط میں ڈاکٹر محمد انصار اللہ (جولائی ۱۹۳۴ء- ۲۱ اکتوبر ۲۰۱۷ء) کے خطوط مع حواشی پیش کیے جا رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد انصار اللہ سے میرا تعلق ماہنامہ 'روشن' بدایوں (اجرا، ۱۹۷۸ء) کی ادارت کے دوران قائم ہوا۔ میرے بڑے بھائی خالد بدایونی (ف ۲۰۱۳ء) اس رسالے کے مدیر تھے اور نائب مدیر کی حیثیت سے میرا نام رسالے پر درج ہوتا تھا۔ یہ رسالہ جدیدیت کا ترجمان تھا۔ اس میں لکھنے والوں کی فہرست میں بیشتر علی گڑھ کے بزرگ و نوجوان قلم کار تھے۔ علی گڑھ کے قلم کاروں میں سب سے زیادہ زود نویس ڈاکٹر محمد انصار اللہ تھے، جن سے فرمائش کرتے ہی ہفتے بھر کے اندر مضمون موصول ہو جاتا تھا۔ بعد میں جب روشن سہ ماہی ہوا (جنوری ۱۹۸۳ء تا دسمبر ۱۹۹۰ء) اور پوری طرح ادارت کی ذمہ داری مجھ سے متعلق ہو گئی تب بھی ان کی قلمی سرپرستی مجھے حاصل رہی۔

میرے ساتھ ان کا تعلق ایک بزرگ کی طرح مشفقانہ اور مخلصانہ رہا۔ انھوں نے ہمیشہ میری خبر گیری کی۔ جب جب میری جانب سے مراسلت لمبے عرصے کے لیے موقوف ہو گئی، انھوں نے خط لکھ کر میری خیریت دریافت کی۔ میری طالب علمانہ تحریروں کی حوصلہ افزائی کی اور مفید مشورے بھی دیے جو مستقبل میں میرے لیے کارآمد ثابت ہوئے۔ میں نے جب بھی ان سے اپنی کسی کتاب پر پیش لفظ یا تعارف لکھنے کی فرمائش کی، انھوں نے کبھی ٹال مٹول سے کام نہیں لیا بلکہ بڑی فراخ دلی کے ساتھ اپنی تحریر چند روز میں میرے حوالے کر دی۔ میری دو کتب از خاکِ بدایوں (۱۹۸۵ء) اور حقائق و بصائر (۱۹۸۶ء) میں ان کی تعارفی تحریریں شامل ہیں، جب کہ عام طور پر وہ کتابوں پر لکھنے لکھانے سے گریز کرتے تھے۔

شادی کے بعد ۱۹۸۸ء میں مع اہلیہ جب میں علی گڑھ پہنچا تو انھوں نے اصرار کر کے اپنے یہاں کھانے پر مدعو

* محقق و مصنف، مقیم، نیو آزاد پرم کالونی، عزت نگر، بریلی، بھارت

کیا۔ میرا ارادہ سرسید نگر میں پلاٹ خرید کر مکان بنانے کا تھا، لیکن انھوں نے مجھے بدایوں سے علی گڑھ منتقل ہونے سے باز رکھا اور میری اہلیہ کو اپنا ہم نوا بنالیا۔ رخصت کے وقت انھوں نے میری اہلیہ کو دستور کے مطابق نئی نویلی دلہن سمجھتے ہوئے کچھ رقم بھی دی اور آیندہ آتے رہنے کا وعدہ بھی لیا۔

ان کی اس بے لوث محبت کو ان خطوط میں بھی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ راقم الحروف نے ۱۹۹۰ء میں ان کی خدمات کے اعتراف میں سہ ماہی روشن کا ایک گوشہ مرتب کر کے شائع کیا تھا، جسے دیکھ کر انھوں نے بڑی دعائیں دیں۔ ابتدائیے یعنی اداریے میں میں نے لکھا تھا:

> ڈاکٹر محمد انصار اللہ نظر آردو کے مایہ ناز محقق ہیں۔ وہ اردو زبان کے قدیم سرمایے سے خصوصی شغف رکھتے ہیں، زبان کی تاریخ پر بھی ان کی گہری نگاہ ہے اور زبان کے آغاز وارتقا پر ایک مخصوص نقطۂ نظر رکھتے ہیں۔ انھوں نے تاریخ زبان وادب کے سلسلے میں بعض ایسی قدیم کتب پر تحقیقی کام کیا ہے جو منتظرِ توجہ تھیں اور اپنی تحقیقات کے ذریعے زبان وادب کے بعض ایسے نظریات کو غلط ثابت کیا ہے جو برسہا برس سے ہمارے مورخین کا عقیدہ بنے ہوئے تھے۔

ان کی ادبی زندگی کا آغاز تخلیقی ادب سے ہوا۔ ابتدا میں قصے کہانیاں لکھیں اور شعر بھی کہے۔ شفیق جونپوری سے تلمذ اختیار کیا۔ ایک غزل دیکھیے:

ساقی مری نگاہ میں کیف واثر نہیں
یا تیرے بادہ نوش میں ذوق نظر نہیں
منزل کہاں ہے یہ بھی کسی کو خبر نہیں
اور قافلے کے ساتھ کوئی راہبر نہیں
جا اے بہار ان کی شبستانِ ناز میں
یہ میرا غم کدہ ہے تری رہ گذر نہیں
ہاں اعتبار قوتِ بازو پہ کیجیے
گلشن کی شاخ کوئی بھی ہو معتبر نہیں
خود دل پہ ہاتھ رکھ کے ذرا دیکھ لیجیے
گر آپ کو یقین مری بات پر نہیں

لیکن جلد ہی ان کا ذہن تحقیق کی طرف منعطف ہو گیا اور انھوں نے خود کو تحقیقات کے لیے وقف کر دیا۔ تحقیق میں ان کا مخصوص میلان زبان وادب کی تاریخ سے رہا۔ تاریخ زبان وادب کے سلسلے

میں ان کا مخصوص تصور ہے جو ہندوستانی لسانیات اور ہندوستانی حکمرانوں کی سیاسی و تمدنی تاریخ پر مبنی ہے۔ ان راستوں سے اردو کے آغاز وارتقا کے سلسلے میں جو نظریہ انھوں نے وضع کیا ہے وہ اودھی کو اردو کا ماخذ قرار دیتا ہے لیکن یہ نظریہ ابھی توجہ کا طالب ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب کی تحقیقات جاری ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کا تحقیقی کام توجہ واعتراف کا مستحق ہے چناں چہ ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر روشن کا موجودہ شمارہ ان سے مخصوص کر کے شائع کیا جارہا ہے۔

اس وقت ان کی علمی وادبی خدمات کو پیش کرنا میرا مقصود نہیں ہے۔ وہ محققین اور مورخین ادب کی فہرست میں اپنی مضبوط و مستحکم جگہ بنا چکے ہیں۔ ان پر مستقبل میں بڑے بڑے کام ہوں گے، لیکن افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ علی گڑھ میں ان کے شعبے کے ساتھیوں اور طلبہ نے جس طرح انھیں نظر انداز کیا اس کی مثال شاید ہی کہیں اور دیکھنے کو ملے۔

ان کی وفات کے بعد ان کے ذاتی کتب خانے کو تحفظ فراہم کرنا میری اولین ترجیح تھی۔ چناں چہ ان کے بیٹوں سے مرحوم سے تعلق خاطر کا حوالہ دے کر یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ جملہ کتابیں مولانا آزاد لائبریری کو ہدیہ کر دیں، تاکہ آنے والی نسلیں اس سے استفادہ کرتی رہیں۔ پہلی مرتبہ انھوں نے والدہ کا سہارا لے کر انکار کر دیا۔ والدہ کی وفات کے بعد میں نے پھر انھیں کتابوں کو ہدیہ کرنے کے لیے متوجہ کیا۔ کئی ملاقاتوں کے بعد وہ اس کے لیے راضی ہو گئے۔ میری تحریک پر ڈاکٹر عطا خورشید (اسسٹنٹ لائبریرین مولانا آزاد لائبریری) نے لائبریرین صاحب سے ان کے نام سے کلکشن بنانے کی تحریری منظوری بھی حاصل کر لی، لیکن ان کے فرزندان، ان کتابوں کو لائبریری کے حوالے کرنے کے لیے مستقل ٹال مٹول کرتے رہے بالآخر ہم لوگ بھی خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔

پیش نظر تحریر میں (چند رسمی نوعیت کے خطوط کو چھوڑ کر) ان کے خطوط کی تعداد ۳۶ ہے۔ کچھ خطوط اور بھی ہو سکتے ہیں جو ابھی ہاتھ نہیں لگے۔ ان خطوط کو دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ انھوں نے کبھی اپنے نام کا چھپا ہوا پیڈ استعمال نہیں کیا۔ عام طور پر پوسٹ کارڈ استعمال کرتے تھے اور کبھی کبھی اِن لینڈ لیٹر کارڈ بھی۔ خط کے دائیں طرف پتے کے لیے مہر کا استعمال کرتے اور بائیں جانب انگریزی ہندسوں اور طرز میں تاریخ کا اندراج کرتے۔ لوح پر 'باسمہ' لکھتے، عموماً سیاہی کے قلم سے خط لکھنا مرغوب تھا۔ خط بہت پختہ اور رواں تھا۔ اوور رائٹنگ یا کٹنگ نہیں ہوتی تھی۔ مکتوب الیہ کا پتا انگریزی میں لکھتے تھے۔ رموز واوقاف میں کامے کی جگہ ہمیشہ ڈیش کا استعمال کرتے تھے۔

ان خطوط میں بعض باتیں قطعی نجی ہیں، حواشی میں میں نے ان کی بھی صراحت کر دی ہے۔ کیوں کہ خطوط مکتوب نگار اور مکتوب الیہ دونوں کے کوائف کے ماخذ ہوتے ہیں۔ میں اگرچہ خود کو حقیر و فقیر سمجھتا ہوں، لیکن بڑے

لوگوں سے مکاتبت رکھنے کے سبب ممکن ہے مستقبل میں لوگ میرے متعلق بھی جاننے کی کوشش کریں، اسی لیے ایسے مقامات کو حواشی سے بے نیاز نہیں رکھا۔

انصار اللہ صاحب کا قلم تقریباً نصف صدی رواں دواں رہا۔ مختلف موضوعات پر چھوٹی بڑی کم و بیش دو درجن کتب کے علاوہ تاریخ ادب اردو کی چار جلدیں اپنے طور پر شائع کیں اور نو ضخیم جلدیں قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان دہلی نے ۲۰۱۱ء سے ۲۰۱۶ء تک سلسلہ وار شائع کیں، لیکن آپ کو حیرت ہوگی کہ اس مورخ ادب کی ۱۴ جلدوں میں سے صرف ایک جلد مولانا آزاد لائبریری (علی گڑھ) میں موجود ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ آزاد لائبریری کے علاوہ اردو اکیڈمی (علی گڑھ)، سمینار لائبریری (علی گڑھ) میں بھی یہ جلدیں طلبہ کی رہنمائی کے لیے رکھی جاتیں۔ مجھے تاریخ ادب کی تشکیل نو مضمون لکھنے کے دوران ان جلدوں کو ان کے گھر جاکر دیکھنا پڑا۔ چراغ تلے اندھیرا کہاوت شاید ایسے ہی مواقع کے لیے وضع ہوئی ہے۔

ہند و پاک کے وقیع رسائل اور بڑے ادارے ان کے مقالات اور کتابیں شائع کر چکے ہیں۔ ان کے خطوط کی بھی ایک بڑی تعداد ارباب ادب کے پاس ابھی محفوظ ہوگی۔ خط لکھنے اور جواب دینے میں وہ بڑے فعال تھے، لہٰذا یہ قیاس کرنا کہ ان کے خطوط کی تعداد خاصی ہوگی' غلط نہ ہوگا۔ کاش ڈاکٹر ٹی آر رینا (مرتب، خطوط رشید حسن خاں) کی طرح کوئی دیوانہ اٹھے اور ان کے خطوط کی جمع آوری کا کام انجام دے۔ اب چوں کہ خط لکھنے کی روایت قطعی طور پر ختم ہو چکی ہے، ان خطوط کو سلسلۂ خطوط کی آخری کڑی سمجھتے ہوئے محفوظ کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔

(۱)

۵۱۵/۴، سرسید روڈ، سرسید نگر، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱

۲۰.۶.۸۰

عزیزم خوش رہیے!

گرامی نامہ مل گیا۔ کیا آپ کی اسعد صاحب[1] سے ملاقات نہیں ہوئی۔ آپ میرے مسودات انھیں دے دیں تاکہ سب یکجا رہیں اور جب بھی کاتب صاحب کی طبیعت ٹھیک ہو کتابت ہو جائے۔ اگر مسودات منتشر رہیں گے تو دشواری ہوگی۔

مجھے روشن کا اپریل-مئی کا شمارہ نہیں ملا ہے۔ آپ نے جو شعر[2] لکھا ہے اس میں عجلت کے باعث تاخیر بن جانے کا کوئی سبب مذکور نہیں اس طرح فاصلوں کے بڑھ جانے کا سبب بھی بیان نہیں ہوا۔ پہلا مصرع بدل دیجیے۔

والسلام

محمد انصار اللہ

(۲)

باسمہٖ

۸۱/۹/۳

عزیز گرامی شاد باشد!

آپ کی کتاب دیدہ و دریافت پڑھ ڈالی۔

جیسا کہ زبانی کہہ چکا ہوں اس نام کی ایک کتاب پہلے چھپ چکی ہے۔ آیندہ نام رکھتے وقت احتیاط کریں۔ کتاب کی ظاہری خوبیوں کی تعریف کر چکا ہوں۔ اس کی اشاعت پر مبارک باد پیش کر چکا ہوں۔ اب آپ کے اصرار کے سبب چند باتیں لکھتا ہوں۔

۱) کتاب میں رسالے کی روش نہیں بھاتی۔ صفحہ ۲۱۶ پر دیکھیے کہ مضمون کا بقیہ ۲۳۱ پر پہنچ گیا ہے۔ یہ زبردست عیب ہے۔

۲) حوالے میں آپ نے متعدد کتابوں کے نام لکھے ہیں لیکن مستثنیات سے قطع نظر یہ نہیں بتایا کہ ان کتابوں کا مصنف کون ہے۔ چھپی ہیں یا نہیں، چھپی ہیں تو کہاں سے اور کب، آپ کے پیش نظر کون سے ایڈیشن ہیں جو آپ کہہ رہے ہیں وہ بات کس صفحے پر تحریر ہے۔ یہ سب ضروری تھا۔

۳) صفحہ ۱۲، حاشیہ - بعض قوانین کی شرح؟ یہ کیا ہے۔

۴) ببلیو گرافی کے ذکر میں دسنوی صاحب کی کتاب پہلے چھپی ہے۔ اس کا ذکر پہلے چاہیے۔ شاعروں کے نام کے بجائے تخلص لکھا جا سکتا ہے لیکن غیر شاعر کا نام پورا لکھنا چاہیے۔ میرا نام کتاب پر بھی محمد انصار اللہ چھپا ہے۔ یہی صحیح ہے۔ ''اہل بدایوں کی کاوشوں سے اعراض'' (ص۲۶) کس نے کیا؟ یہ الزام نامناسب ہے۔
بات کہنے کا یہ انداز صحیح نہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے جو تنقید کی ہے وہ کوئی معنی نہیں رکھتی۔'' یہ بات احترام کے ساتھ نرم لفظوں میں بھی کہی جا سکتی تھی۔

۵) ''اردو والے اس سے ناواقف رہے'' (ص۲۷) یہ صحیح نہیں، اردو والوں میں کچھ لوگ ایسے ضرور ہیں جو انگریزی جانتے ہیں اور اس انگریزی مضمون سے واقف تھے۔ ان میں ایک آپ ہی ہیں۔ یہ دعویٰ غیر ضروری تھا۔ انگریزی میں درجنوں تبصرے غالب سے براہ راست اور بالواسطہ طور پر متعلق [کذا] چھپے ہیں کیا آپ کا خیال ہے کہ آپ ان سب سے واقف ہیں؟ اگر نہیں تو کسی اور پر گرفت کے کیا معنی؟ پھر آپ نے خود بھی انگریزی میں شائع ہونے والے متعلق [کذا] تمام مضامین کا ذکر نہیں کیا، ایسی صورت میں محض ایک تبصرے کا اس دعوے کے ساتھ ذکر خود آپ کے بارے میں کچھ کہتا ہے۔

۶) صفحہ ۱۳۱ پر اس کتاب کے مرتب آل احمد سرور ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ جملہ گمراہ کن ہے کیوں کہ آل احمد سرور صرف اسی ایک کتاب کے مرتب نہیں۔

مسرت سے بصیرت تک، ادب اور نظریہ وغیرہ بھی انھیں کی کتابیں ہیں۔ کوئی نوٹ لکھیے تو اس کے محل پر بھی نظر کیجیے۔ مصنفین کا جس طرح نام لکھا ہے اس سے بھی بات واضح نہیں ہوتی۔ نام وہ لکھیے جو مصنف خود لکھتا ہو۔ حنیف نقوی[۶] عموماً اپنے نام کے ساتھ سید لکھتے ہیں؟

۷) حوالے درج کرنے کا وہ طریقہ نہیں جو صفحہ ۴۴ وغیرہ پر آپ نے اپنایا ہے۔ مستند اہل قلم کی کتابیں دیکھیے۔

۸) ابھی ضروری ہے کہ زبان و بیان کی طرف بھی توجہ کی جائے۔ میرے لیے یہ ممکن نہیں کہ ایسے تمام مقاموں کی نشان دہی کروں۔

یہ سب باتیں بر بنائے خلوص کہی ہیں۔ دعا ہے کہ آپ ترقی کریں۔ فقط

محمد انصار اللہ

(۳)

باسمہٖ

علی گڑھ-۲۸.۲.۸۳

عزیزم شمس صاحب دعائیں

آپ سے مدت ہوئی ملاقات نہیں ہو سکی۔ علی گڑھ کا آپ کا پتا[۷] معلوم نہیں۔ ناچار بدایوں کے پتے پر لکھتا ہوں۔

میری خواہش ہے کہ روشن کا مارچ ۸۳ء کا وہ شمارہ جس میں میرا مضمون[۸] دلگیر سے متعلق آپ نے چھاپا ہے، ذیل کے پتے پر بھی پہنچ جائے۔

Mr. Kalidas Gupta Riza Vimal Publications

Church Gate Chambers,5- New Marine Lines Bombay 400020 ۳۰۵

یہ صاحب اس مضمون کی قدر کریں گے۔ اچھے لوگوں سے رابطہ میں بہتری ہوتی ہے۔

دلگیر سے متعلق چند صفحے[۹] اور لکھ کر میں نے رکھ چھوڑے ہیں۔ میں چاہتا تھا کہ وہ بھی 'روشن' میں چھپ جاتے تو اچھا تھا۔ فقط دعا گو

محمد انصار اللہ

(۴)

باسمہ

علی گڑھ - ۲۷ جون ۱۹۸۳ء

شاد باشد!

یہ محض چند سطریں [۱۱] آپ کے رسالے کے لیے بھیجتا ہوں، بحث بہت دلچسپ ہے اور اگر لوگ توجہ کریں تو معنی خیز ہو سکتی ہے مثلاً مسعود خاں صاحب کا دعویٰ ہے کہ خسرو اردو کو دہلوی کہتے تھے لیکن کہاں؟

امید ہے کہ آپ بخیریت رہ کر روزے رکھ رہے ہوں گے۔ نتیجہ آیا"؟ آپ کے جانے کے بعد ایک کاپی میرے پاس آئی، بہت افسوس ہوا۔ والدعا

محمد انصاراللہ

(۵)

باسمہ

علی گڑھ - ۲۰.۱.۸۴

عزیز دانش مند شمس بدایونی صاحب! سلام

'روشن' کا جنوری تا مارچ ۸۴ء کا شمارہ آپ کی عنایت سے کئی روز پیش تر مل گیا۔ آج آپ کو اس کی رسید بھیجتا ہوں۔ آپ نے یہ بہت اچھا کیا کہ پریم چند کا مضمون "بنارس" [۱۲] شائع کر دیا۔ رسالوں کے اوراق میں معلوم نہیں کتنے قیمتی موتی دبے ہوئے ہیں۔ ضرورت ہے کہ پرانے رسالوں کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ان میں سے جو چیزیں قابل قدر دست یاب ہوں ان کو اگر ہو سکے تو کتابی صورت میں یکجا کر دیا جائے۔

میں نے بزرگ صاحب قلم جناب اختر انصاری کا مضمون [۱۳] دیکھا۔ حضرت اشرف جہانگیر سے منسوب اردو رسالے کی روایت غالباً بے اصل تھی، اسی طرح رسالہ صراط مستقیم معروف بہ سید ھاراستہ عماد الدین قلندر کا تصنیف کردہ ہو اس کا کوئی امکان نہیں۔ اس بات کی تردید معیار [۱۴] میں اسی زمانہ میں چھپ گئی تھی۔ میں نے بھی اپنی تاریخ اقلیم ادب [۱۵] کے پہلے حصہ میں یہ ذکر کر دیا ہے۔ کربل کتھا کے زمانہ تصنیف [۱۶] میں اختلاف ہے۔ حال ہی میں ڈاکٹر حنیف نقوی کی تحقیق سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ یہ کتاب بنارس کے قریب یا شاید بنارس ہی میں لکھی گئی تھی [۱۷]۔ اس سے میرے اس خیال کی تصدیق ہوئی کہ اس کی زبان بڑی حد تک پوربی ہے۔ قدیم شعری تصانیف میں قصہ شاہ شجاع مصنفہ شاہ عالم ثانی حیرت انگیز ہے۔ اختر صاحب نے جن قدیم تصانیف کا ذکر کیا ہے میری خواہش ہے

کہ اس قصہ کا اس میں اضافہ ضرور کر لیا جائے۔ اختر صاحب نے اپنے اس قدر مختصر مضمون میں جتنے نکات کی طرف اشارے کر دیے ہیں، یہی ان کی تحریر کی وہ خوبی ہے جس کی وجہ سے میرا جی چاہتا ہے کہ آپ ہر شمارے کے لیے ان کا کوئی مضمون ضرور حاصل کر لیا کریں۔ صحیح سمت کی طرف اشارے کرنے والے ہوں تو یہ یقینی ہے کہ ہمارے نوجوان جن میں بیشتر باصلاحیت ہیں اچھے کام کر سکتے ہیں۔ خدا اختر صاحب کو تادیر سلامت رکھے اور انھیں اطمینان عطا کرے تاکہ اپنی حسبِ خواہش کارنامے انجام دیتے رہیں۔

آپ نے ڈاکٹر محمد ایوب قادری کا مضمون[18] شائع کیا اور ساتھ ہی یہ دل دوز اطلاع بھی دی کہ وہ اللہ کو پیارے ہوئے۔ اس اطلاع سے بہت دل دُکھا۔ مرنا تو ہم سب کو ہے لیکن جب کسی ایسے کے مرنے کی اطلاع ملتی ہے جس سے مستقبل کی امیدیں وابستہ ہوں تو دل دُکھتا ہے۔ خدا ان کو جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آپ توجہ اور محنت سے ایک خصوصی شمارے میں ان کے کارناموں کا جائزہ پیش کریں۔

روشن کا معیار بہت بہتر ہوتا جا رہا ہے۔ حصۂ نظم بھی قابلِ قدر، لائق ستائش ہے۔ خدا اس رسالے کو اور بھی ترقی عطا کرے۔ والدعا

محمد انصار اللہ

(۶)

باسمہٖ

علی گڑھ یکم جون ۸۴ء/یکم رمضان

عزیز دانش مند شمس صاحب! شاد باشد

آپ کی کتاب شعری ضرب الامثال [19] بہت پہلے مل گئی تھی۔ بعض کاموں میں اتنا منہمک تھا کہ آپ کو رسید بھیجنے کی بھی فکر نہ کر سکا۔

ضرب الامثال کو جمع کرنے اور ان کی تشریح لکھنے کا کام غالباً سب سے پہلے شاہ برکت اللہ پیمی[20] نے اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں کیا تھا۔ ان کا رسالہ عوارف ہندی موجود ہے اگرچہ ہنوز چھپ نہیں سکا ہے۔

اردو کے قواعد نویسوں میں شیخ امام بخش صہبائی[21] کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ انھوں نے اپنی قواعد کی کتاب میں ضرب الامثال کو جمع کر کے ان کے مطالب بھی بیان کیے ہیں۔ ان کے بعد تو مختلف لوگوں نے اس طرف توجہ کی ہے اور کئی کتابیں اس موضوع سے متعلق موجود ہیں۔ آپ نے اپنے دائرۂ کار کو صرف اشعار تک محدود کر کے اچھا کیا۔ ہمارے بچپن میں ہمارے بزرگ اور اساتذہ معمولی معمولی باتوں پر شعر نقل کیا کرتے تھے مثلاً طالب علم پر ناراض ہوتے تو کہنے لگتے:

کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا[22]

ہمارے ایک استاد اپنے شاگردوں کو ان کے بے پروائی پر تنبیہ کرتے ہوئے اکثر غالب کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

مفت کی پیتے تھے مے اور دل میں کہتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن[23]

لیکن آج وہ وقت آگیا ہے کہ بہت کم لوگوں کو شعر یاد ہے۔ موقع اور محل کی مناسبت سے شعر نقل کرنا تو اب بہت ہی کم ہو گیا ہے۔ امید کی جانی چاہیے کہ آپ کی اس کتاب کی اشاعت سے اس معاملے میں کچھ مفید صورت پیدا ہو گی۔

کتاب کے آخر میں آپ نے شعروں کا جو اشاریہ دے دیا ہے اس سے بڑی آسانی ہو گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام آپ نے بہت محنت سے کیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ آپ کی کتاب میں ضرب المثل ہو جانے والے تمام اشعار نہیں ہیں (اور تمام کا احاطہ کر لینا غالباً عملاً ممکن بھی نہیں ہے) لیکن اتنے بہت سے شعروں کے بارے میں یہ معلوم کر لینا کہ وہ کس شاعر کے ہیں، بجائے خود بڑی اہم بات ہے۔ مثال کے طور پر:

یاد ماضی عذاب ہے یارب		چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

یہ شعر عام طور سے زبانوں پر جاری ہے مگر بہت کم لوگوں کو علم ہے کہ اس کے خالق جناب اختر انصاری[24] ہیں۔ میں اس کتاب کی ترتیب اور اشاعت کے لیے آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ کتاب کے شروع میں آپ نے مختصر سا مقدمہ بھی لکھ دیا ہے اس سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے۔ کتاب نہایت دیدہ زیب ہے۔ خدا کرے کہ اسے اس کے موضوع کی طرح قبول عام حاصل ہو۔ اپنی خیریت سے مطلع کریں۔ والسلام

دعا گو، محمد انصار اللہ

(۷)

باسمہٖ

علی گڑھ - ۱۳.۸.۸۴

عزیزی شمس صاحب السلام علیکم!

آج شعبے کے پتے پر گرامی نامہ ملا۔ خط کتابت گھر ہی کے پتے پر مناسب ہے۔ آپ آئے اور ملاقات نہ ہوئی۔ یہ سن کر افسوس ہوا۔

مجھے 'روشن' کا کوئی شمارہ آپ کے یہاں سے جانے کے بعد نہیں ملا۔ شمارہ نمبر ۲ بھی نہیں۔

آپ نے خالد صاحب[۲۵] کی کتاب پر تبصرہ شائع کیا یا نہیں؟ شہپر رسول صاحب نے بھی پتا نہیں کیا کیا؟ خالد عابدی صاحب کے تقاضے آئے مجھے شرمندگی ہوئی۔ شہپر صاحب کو آپ لکھ دیں۔ کبھی آئیں تو ضرور ملیں۔

والسلام۔

محمد انصار اللہ

(۸)

باسمہٖ

علی گڑھ-۸.۱۱.۸۴

عزیزی! شاد باشد

آپ کے جانے کے بعد خیال ہوا کہ بطور یاددہانی کے خط بھی لکھ دوں۔ آپ M.A. پر [کذا=کا] نصاب نقل کر کے بھیج دیں اور جب تشریف لائیں وہ کتاب[۲۶] جس کا آپ ذکر کر رہے تھے جو کسی زیدی صاحب کی تصنیف ہے، لیتے آئیں۔ میں اسے دیکھ کر واپس کر دوں گا ان شاءاللہ۔ اگر دونوں سال کے پرچے آپ کے پاس محفوظ ہوں تو وہ بھی عنایت کر دیں۔ آپ نے تکلف سے کام لیا۔ اگر پہلے فرمادیتے تو جو کتابیں[۲۷] موجود ہیں آپ کے لیے نکلوا دیتا۔ خیر آیندہ آپ جب آئیں گے تو دیکھا جائے گا۔

رفیع بخش قادری[۲۸] صاحب اور مبشر صاحب[۲۹] کو سلام کہہ دیں۔ والدعا

محمد انصار اللہ

خالد صاحب کی کتاب پر تبصرہ شائع کرنا نہ بھولیے۔

محمد انصار اللہ

(۹)

باسمہٖ

علی گڑھ-۲۱.۱۱.۸۴

عزیزی! دعائیں

گرامی نامہ مورخہ ۱۵.۱۱.۸۴ مل گیا۔ شکریہ۔ وہ زیدی صاحب کون ہیں جو آگرے میں امتحانی کتاب چھاپتے ہیں؟ ان کا نام لکھیں اور کتاب کا بھی، بلکہ اگر آپ کے پاس ہو، جب تشریف لائیں تو لیتے آیئے تاکہ میں دیکھ سکوں۔

مجھے اس انتخاب کے بارے میں کوئی بات معلوم نہیں۔ بہر حال آپ جو چاہیں فیصلہ کریں میرے لیے جو فرمائیں گے کر دوں گا۔ ضوابط کی بہر حال پابندی کیجیے۔ میں خدمت کے لیے حاضر ہوں، والسلام۔

محمد انصار اللہ

(۱۰)

باسمہٖ

علی گڑھ -۷.۱۲.۸۴

عزیزی! شمس صاحب، شاد باشد

ایک بہت ضروری کام سے لکھ رہا ہوں۔ کل اطلاع ملی کہ میرے نہایت مخلص دوست اور کرم فرما جناب رفیع بخش قادری[۳۰] کا انتقال ہو گیا۔ شدید رنج ہوا۔ ان کا پتا تلاش کیا، نہ ملا۔ اس لیے آپ کو لکھ رہا ہوں۔ آپ زحمت کر کے ان کے گھر چلے جائیں اور میری طرف سے تعزیت کریں، یہ بہت ضروری ہے۔ قادری صاحب مرحوم کے بچوں کی خیریت بھی تفصیلاً لکھیے، سنا ہے کہ ایک صاحب زادے یہاں ہیں۔ اگر ملاقات ہو تو میں ان کی ہر طرح خدمت کے لیے حاضر ہوں۔

قادری صاحب کی بیگم کو بھی سلام کہیں اور تعزیت کریں۔ اس کام میں آپ تساہل نہ کریں۔ پہلی بھیت میں ہم لوگ دو برس ساتھ ساتھ رہے ہیں۔ وہ ملاقاتیں میری زندگی کا سرمایہ ہیں۔

آپ نے کسی کتاب[۳۱] کے بارے میں فرمایا تھا کہ اس کا مسودہ میرے پاس بھیجنا چاہتے ہیں، بھیج دیجیے، میں لکھ دوں گا ان شاءاللہ۔ مبشر صاحب کو بھی سلام کہیے۔ والسلام۔

محمد انصار اللہ

(۱۱)

باسمہٖ

علی گڑھ - ۸۶/۱/۱۶

مجی شمس صاحب! سلام ورحمت

چند روز پیشتر آپ کا خط ملا تھا، جس میں از خاک بدایوں[۳۲] کا ذکر تھا۔ پھر فرخ جلالی صاحب[۳۳] نے یہ اطلاع دی کہ کتاب انھوں نے دیکھی، خوش تھے۔

اب کل رات میں دہلی سے آیا تو کتاب رکھی ہوئی ملی۔ دل خوش ہوا اللہ اور مواقع عطا کرے۔

آپ نے نام بھی درست کر لیا۔ یہ نام مناسب ہے، بلکہ اچھا ہے۔

میں نے جو لکھا تھا اسے بھی آپ نے سلیقہ سے کاٹ چھانٹ کر کے پیش لفظ بنا لیا۔ اس میں صفحہ ۸ پر ''مجموعے کے پیش کردہ ادارے'' میں لفظ پیش کردہ البتہ غلط ہے۔ خیر میں آپ کا شکر گذار ہوں اور اس کتاب کی اشاعت پر آپ کو اور آپ کے رفقا کو مبارک باد دیتا ہوں۔ اللہ آپ کی مصروفیات زیادہ کرے اور خوب ترقیاں عطا کرے۔

آپ کے فیض سے دو لڑکیاں امسال M.A. فائنل میں شرکت کریں گی دعا کریں۔ میں آپ کا شکر گذار ہوں کہ آپ نے یہ اطلاع دی تھی۔

والسلام، دعا گو

محمد انصار اللہ

آپ کے دوست منظور صاحب [۳۴] حرف زار والے شاید مجھ سے ناراض ہیں یا ہو سکتا ہے سمجھ گئے ہوں کہ بے کار آدمی سے ملنے سے کیا نتیجہ؟ خیر! آپ میرے مزاج سے واقف ہیں۔

میں اپنی ایک کتاب کی کتابت کرا رہا ہوں۔ اس کی چھپائی کے بارے میں آپ کا مشورہ چاہتا ہوں۔ کبھی آنا ہو تو ملیں ضرور، شکریہ۔ محمد انصار اللہ

(۱۲)

باسمہ

علی گڑھ -۳.۲.۸۶

عزیزی! السلام علیکم

گرامی نامہ مل گیا تھا۔ میں نے وہ عاقل صاحب [۳۵] تک پہنچا دیا تھا۔ جواباً وہ تشریف لائے اور فرمایا کہ پرنسپل [۳۶] صاحب کی کتاب ان کو دینا آپ بھول گئے تھے۔ ان کے پاس پرنسپل صاحب کی وہ کتاب تھی جو ان کو دی گئی تھی۔ وہ مجھے دیکھنے کے لیے دے رہے تھے۔ میں نے اسے لینا مناسب نہ سمجھا۔

امید ہے آپ مع الخیر ہوں گے۔ پرنسپل صاحب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔

آپ نے ایک دفعہ ذکر کیا تھا کہ پرنسپل صاحب نے اپنے نام مختلف لوگوں کے خطوط/تبصروں کا مجموعہ [۳۷] بھی چھاپا ہے۔ وہ کیا ہے؟ آپ نے شاید فرمایا تھا کہ اس میں بھی میرا نام آیا ہے، والسلام۔

دعا گو، انصار اللہ

(۱۳)

باسمہٖ

علی گڑھ - ۸۶/۲/۳۱

عزیزی! دعائیں

میں آج اجمیر سے آیا ہوں۔ وہاں کے ایک گدی نشین صاحب زادہ سید فضل المتین[۳۸] صاحب ہیں، صاحب علم گھرانا ہے۔ خود بھی علم دوست اور شاعر شخص ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آپ اپنے رسالے میں ان کے نام کا ''گوشہ'' شائع کر دیں۔ خصوصاً دکن کے علاقوں میں ان کے مریدوں کی بڑی کثرت ہے۔ جس شمارے میں ان کا نام ہوگا مریدوں کے حلقے میں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو جائے گا۔ اس سے آپ کو فائدہ حاصل ہوگا۔ میرے خیال میں آپ ان سے رابطہ قائم کریں۔ پہلے ایک خط لکھیں۔ یہ حضرت از راہ انکساری ممکن ہے کچھ اور لکھیں لیکن جب آپ میرا نام لکھیں گے تو ہر گز انکار نہ کریں گے۔ یہ لکھیں کہ یہ میری خواہش ہے بلکہ یہ لکھیں کہ میں دو شماروں میں گوشے چاہتا ہوں۔ اول ان کے نام کا، دوم ان کے دادا مولانا معنی اجمیری[۳۹] کے نام کا۔ اگر آپ ان سے رابطہ قائم کر سکے تو بہت مفید بات ہو گی۔ ان کا پتا اس طرح ہوگا: صاحب زادہ سید فضل المتین صاحب صدر بزم معنی گدی نشین آستانہ عالیہ مشرقی دروازہ اجمیر شریف صاحب زادہ صاحب کا کلام شب خون/شاعر وغیرہ میں چھپتا ہے۔ آپ کے کلام کا مجموعہ چھپوانے کی تحریک ہے۔ اس باب میں بھی آپ پیش قدمی کر سکتے ہیں اور یہ بھی میری طرف سے لکھ دیں میں جواب کا منتظر ہوں۔ خدا آپ کو ترقی دے، والسلام، دعا گو

محمد انصار اللہ

پ ن

مجموعہ کلام اگر چھاپنا ہو (جو بہت مختصر ہوگا) تو میری طرف سے یہ لکھیں کہ پیش لفظ اس پر میں لکھ دوں گا۔ ادارے کے ڈائرکٹر کی حیثیت سے تعارف آپ لکھ دیں گے۔ اپنے بارے میں میری طرف سے یہ کہیے کہ وہ خود ضرور کچھ لکھیں۔

(۱۴)

باسمہٖ

علی گڑھ - ۸۶/۳/۳

عزیز القدر شمس صاحب! دعائیں

پہیلیوں سے متعلق کئی نئی باتیں مجھے مل گئی ہیں۔ خاص طور سے اہم ایک قلمی مجموعہ ہے۔ اچھا ہوا کہ مضمون کی اشاعت میں تاخیر ہوئی۔ از راہ کرم اگر آپ وہ واپس کر دیں تو اسے دوبارہ لکھ دوں میں اس کی واپسی کا منتظر ہوں۔

پروفیسر ابواللیث صدیقی[۴۰] جب وہاں ہیں ان کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔ میں ان کی خدمت میں اپنی کتابیں پیش کرنا چاہتا تھا، لیکن کیا کروں۔ اس محرومی کا بہت افسوس ہے۔

کیا آپ کا علی گڑھ کا پروگرام نہیں ہے؟ آپ نے پرنسپل مبشر صاحب کی کسی کتاب کا ذکر کیا تھا، وہ مجھے ہنوز نہیں ملی۔

پیٹ اور ٹانگ پر پھوڑے پھنسی نکل آئے تھے۔ ذرا ٹھیک ہوا تو دلّی چلا گیا، مرض پھر عود کر آیا، دعا کریں، والسلام

مخلص، محمد انصار اللہ

(۱۵)

باسمہٖ

علی گڑھ - ۸۶/۳/۱۱

عزیز القدر شمس صاحب، سلام و رحمت!

آج جناب عاقل تشریف لائے اور آپ کی عنایت کردہ کتاب اعتراف[۴۱] کے دو نسخے اور میرا مضمون عنایت کیا۔ ان دونوں کے لیے دل سے ممنون ہوں۔

مضمون کو ان شاءاللہ دوبارہ لکھوں گا، بہت [سی] باتیں نہیں سامنے آئی ہیں اور ان کا شامل کیا جانا ضروری ہے۔

پرنسپل مبشر صاحب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں، والسلام، دعا گو

محمد انصار اللہ

(۱۶)

باسمہٖ

علی گڑھ -۸۶/۶/۱۲

عزیز القدر! دعائیں، عید مبارک

آپ کا عنایت کردہ عید کارڈ آج ملا بہت بہت شکریہ۔ پہیلیوں والا مضمون[۴۲] میں بھیج چکا ہوں، ملا ہوگا۔ میں بفضلہ بخیر ہوں۔ اپنے کوائف سے مطلع کریں، والسلام۔ دعا گو

محمد انصار اللہ

(۱۷)

علی گڑھ - ۸۶/۸/۸

عزیز دانش مند سلام و رحمت!

آپ کے رسالے میں بہت دیر لگی۔ ابھی تک انتظار کا سلسلہ جاری ہے۔ اگر ممکن ہو تو چھپنے کے بعد ایک شمارہ ذیل کے پتے پر بھی بھیج دیں۔

ڈاکٹر رحمت یوسف زئی

استاد شعبۂ اردو، حیدرآباد یونیورسٹی

.... Golden Threshold, Nampalli

حیدرآباد (اے پی)

ان سے کہیے کہ خریدار بھی بن جائیں۔ دیکھیے کیا جواب دیتے ہیں۔ انھیں پہیلیوں سے متعلق میرے مضمون کا انتظار ہے۔

ایک اور بہت مختصر سا مضمون بھیجتا ہوں اسے رکھ لیجیے۔ کسی اگلے شمارے میں دے دیجیے گا۔

امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے، والسلام، دعا گو

محمد انصار اللہ

(۱۸)

باسمہٖ

علی گڑھ - ۸۶/۸/۲۲

عزیزی! دعائیں

یہ کیا ہوا کہ آپ کا رسالہ چھپ کر شائع ہو گیا اور ابھی تک مجھ تک نہیں پہنچا ہے؟ ایک اور تحریر میں نے آپ کے رسالے کے لیے بھیجی تھی، اس کی رسید بھی نہیں ملی۔

ایک بد خبر یہ سننے میں آئی ہے کہ آپ رسالے کو بند کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ سچ ہے؟ آخر ایسا کیوں؟ مفصل لکھیے۔

سنا ہے آج کل آپ مصروف زیادہ ہیں۔ خدا اور زیادہ کرے لیکن مثبت انداز سے اور ترقی کی راہوں پر۔

میں آپ کے جواب کا بے چینی سے منتظر ہوں، والسلام

دعا گو، محمد انصار اللہ

(۱۹)

باسمہٖ

علی گڑھ-۸۷/۴/۲۰

محب گرامی! السلام علیکم

میں کل پاکستان کے سفر سے آیا تو ڈاکٹر ادیب کی کتاب تذکرہ نعت گویان بریلی [۴۳] ملی۔آپ کی اس نوازش کا شکریہ کس طرح ادا کروں۔ یہ اور اس قسم کی کتابیں ہی میرے کام کی ہوتی ہیں،آپ نے خیال رکھا۔

ڈاکٹر ابواللیث صاحب سے ملاقات رہی بلکہ انھوں نے اپنی کتاب بھی عنایت کی۔ بڑی شفقت فرمائی۔ مشفق خواجہ صاحب [۴۴] کے یہاں تذکرہ شعرائے بدایوں [۴۵] کی دو جلدیں دیکھیں۔ جی تو چاہا لیکن موقع نہ تھا اس لیے حاصل نہ کر سکا۔ افسوس رہ گیا۔ یہ کتاب میرے پاس ہونی چاہیے، خیر۔

اپنے کوائف سے مطلع کریں۔ اللہ آپ کی گھریلو زندگی کو بھی ہر طرح خوشگوار بنائے۔ میں صرف دعا کر سکتا ہوں اور وہ کرتا ہوں۔ بیگم کو دعائیں کہیے، والسلام۔

محمد انصار اللہ

(۲۰)

باسمہٖ

علی گڑھ-۸۷/۴/۳۰

محبی! وعلیکم السلام

آج کی ڈاک سے گرامی نامہ ملا۔ بھائی سفر نامہ کیا لکھوں۔ وہاں کے حالات سے تو شدید رنج ہوا۔ اللہ رحم کرے۔ ہاں احباب نے غریب نوازی میں کمی نہیں کی بلکہ وہ کیا جو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ ان سب کا ذاتی طور پر میں نہایت احسان مند ہوں۔

مولف تذکرہ نعت گویان کو الگ خط لکھوں گا، عن قریب ان شاءاللہ، والسلام، مخلص، دعا گو

محمد انصار اللہ

(۲۱)

باسمہٖ

علی گڑھ-۸۸/۱/۱۵

محبی! سلام ورحمت

شادی [۴۶] کا دعوت نامہ ملا۔ شکریہ۔ اللہ مبارک کرے۔

میرے ساتھ مجبوری یہ ہے کہ ۱۵ فروری کو میرا انٹرویو ہے۔ دعا کیجیے اللہ کامیاب کردے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ یہ شادی خانہ آبادی ہر طرح خیر و برکت کا سبب ثابت ہو۔ تمام متعلقین اور پرسان حال کو سلام کہیں، والسلام۔

مخلص، محمد انصار اللہ

(۲۲)

باسمہ

علی گڑھ - ۹۰/۷/۱۴

عزیزارجمند، السلام علیکم!

مدت سے آپ کی خیریت نہیں ملی، بہت دن ہوئے پروفیسر ظہیر صدیقی صاحب[۴۷] تشریف لائے تھے۔ آپ کا ذکر کرتے تھے۔ اس سال Viva کے لیے میں رامپور نہیں گیا، بوجوہ میں نے انکار کردیا۔ دراصل کثرتِ کار نے سفر کے قابل نہیں چھوڑا۔ اللہ کا شکر ہے۔

بیگم اور بچے کو حسب مراتب سلام ودعا، والسلام۔

محمد انصار اللہ

(۲۳)

باسمہ

علی گڑھ - ۹۰/۹/۴

محب محترم! سلام ورحمت

کل کی ڈاک سے 'روشن' کا شمارہ ملا، میں آپ کا نہایت ممنون ہوں۔

میں مہرشی شیوبرت لال ورمن[۴۸] سے متعلق ایک سمینار کررہا ہوں جس میں لندن نیپلز[۴۹] کے اساتذہ بھی شریک ہوں گے۔ اس میں بیشتر حضرات اپنے پیسے سے آئیں گے۔ صرف قریب کے دوستوں کو ہم سفر خرچ دیں گے۔

مونس بکڈپو[۵۰] والوں کی فہرست میں اس سلسلے کے بعض رسالوں "فسانہ" وغیرہ کا نام شامل ہے۔ اگر فسانہ، مان سروور، من مگن، سادھو، ناولستان، شیو شنبھو، ناول میگزین، چاند، دھوریندر، آزاد زبان وغیرہ لاہور کے رسالوں میں سے کوئی مل جائے تو اس کا تعلق ہمارے اس سمینار سے ہو جائے گا۔ سوریہ نرائن مہر دہلوی، گوری شنکر لال اختر[۵۱] وغیرہ اس سلسلے کے لوگ ہیں۔ ان سب کی کتابیں بہت (ہزار سے اوپر ہوں گی) ممکن ہو سکے تو آپ بھی مضمون لکھ لیں اور ہمارے اس سمینار کی رونق اور عزت میں اضافہ کریں۔ رسمی دعوت نامہ پہنچ جائے گا، والسلام

یہاں پوسٹ کارڈ، اِن لینڈ کارڈ وغیرہ عنقا ہو گئے ہیں اس لیے یہ صورت نکالنی پڑی ہے۔

محمد انصار اللہ

(۲۴)

باسمہٖ

علی گڑھ۔ ۹۰/۱۰/۱۴

محبی وعلیکم السلام

آج 'روشن' کی کاپیاں ملیں بہت بہت شکریہ۔ مقالے[۵۲] کی تکمیل خدا مبارک کرے اور اسے کامیاب کرے۔ میں ویریندر پرشاد سکسینہ[۵۳] صاحب کو لکھ چکا ہوں۔ دیکھیں ان کے پاس کوئی کتاب ملتی ہے یا نہیں۔ نظامی پریس والوں سے کوئی کتاب ملے تو میرے لیے قیمتاً خرید لیں۔ شکریہ۔

خدا آپ سب حضرات کو اپنے امان میں رکھے۔ درد کے حالات میرے پاس نہیں ہیں۔ بیگم صاحبہ کو دعائیں،

والسلام

انصار اللہ

(۲۵)

باسمہٖ

علی گڑھ۔ ۹۰/۱۰/۳۱

محبی! سلام مسنون

مدت سے خیریت نہیں ملی۔ روشن کا شمارہ مل گیا تھا۔ میں رسید بھی بھیج چکا ہوں۔

میں نے یہ ذکر کیا تھا کہ ہم ایک کل ہند سمینار "مہرشی شیوبرت لال ورمن، داتادیال" سے متعلق کر رہے ہیں۔ آپ سے یہ عرض کیا تھا کہ اس موضوع سے متعلق آپ بھی لکھیں اور مجھے مطلع کریں۔ رسمی دعوت نامہ پہنچ جائے گا لیکن اس بارے میں بھی جواب نہ ملا۔ ان کے داماد گوری شنکر لال اختر کے رسالوں فسانہ/ناولستان/ناول میگزین کے ایک دو شماروں کا ذکر نظامی پریس کی فہرست کتب میں موجود ہے۔ غالباً آپ کو ان سے وہ شمارے مل سکیں۔ ان کی روشنی میں اختر صاحب سے متعلق بھی آپ مضمون لکھ سکتے ہیں۔

میں نے ویریندر پرشاد سکسینہ صاحب کو بھی لکھا تھا لیکن انھوں نے بھی جواب نہ دیا۔ ذرا ان سے بھی بات کریں۔ آپ اور وہ، دونوں حضرات لکھیں دونوں حضرات مدعو کیے جائیں گے۔

اپنے کوائف سے مطلع کریں۔ سخت تردد ہے۔ والسلام، مخلص

محمد انصار اللہ

(۲۶)

باسمہ

علی گڑھ۔ ۹۰/۱۱/۲

محبی سلام ورحمت!

میں اپنے مضامین کی فہرست [۵۴] بھیج رہا ہوں۔ اس میں حسیب صاحب (خدابخش لائبریری، پٹنہ) نے یہ اضافے کیے ہیں:

سب رس کے بارے میں شاعر ۱۹۸۳ء

قصائد سودا کا ایک ماخذ ماہ نامہ اشرفیہ مارچ تا مئی ۱۹۸۰ء

شاگردان ناسخ اردو جنوری ۱۹۸۳ء

ایضاً، اکتوبر ۱۹۸۳ء

قطب مشتری کا مصنف شاعر، نومبر۔دسمبر ۱۹۸۳ء

کلام ناسخ بقول ناسخ اردو ادب، جنوری ۱۹۸۴ء

محمد حسین عطا خاں تحسین روح ادب، کلکتہ، جولائی ۱۹۸۵ء

یہ اضافہ حسیب صاحب کے نام سے کرلیں، شکریہ۔

محمد انصار اللہ

(۲۷)

باسمہ

علی گڑھ۔ ۹۱/۴/۲۴

محب گرامی! وعلیکم السلام

دستی لفافہ مورخہ ۱۹/۱ کو مل گیا۔ خوش ہوں کہ مقالہ مکمل ہو گیا۔ جمع بھی ہو جائے گا۔ اللہ مبارک کرے اور آپ کو ترقی دے۔ میری دعائیں ہر طرح آپ کے ساتھ ہیں۔ بیگم صاحبہ اور بچے کو دعائیں۔ سمینار ان شاء اللہ ہو گا۔ شاید مارچ میں ہو۔ فرصت ملے اور آپ اس کے لیے کچھ لکھ لیں تو مطلع کر دیں۔ دعوت نامہ پہنچ جائے گا۔ والسلام۔ دعا گو

محمد انصار اللہ

(۲۸)

باسمہ

علی گڑھ - ۹۳/۱/۱۹

محب گرامی! وعلیکم السلام

گرامی نامہ مورخہ ۱۳/۱/ ۱ مل گیا۔ خیریت معلوم ہو کر اطمینان ہوا۔

میں نے ضرب المثل سے متعلق خود کوئی کتاب تیار نہیں کی ہے۔ شاہ برکت اللہ پیمی کی فارسی کتاب کا متن مدت ہوئی دانش میں چھپوایا تھا۔ گوری شنکر لال اختر کی مخزن امثال سہ ماہی اردو میں چھپی تھی۔ قرآن پاک کی ضرب المثل آیتوں کا کوئی مجموعہ [۵۵] میرے علم میں نہیں ہے۔

اپنا تھیسس ضرور چھپوائیں، خدا مبارک کرے، بچوں کو دعائیں، والسلام۔

محمد انصار اللہ

(۲۹)

باسمہ

علی گڑھ -۹۶/۹/۲۱

محب محترم! سلام مسنون

میں اپنی کتاب غالب ببلیو گرافی [۵۶] کا دوسرا حصہ تیار کر رہا ہوں۔ آپ کی جو کتابیں میرے پاس ہیں، ان سب کا ذکر اس میں شامل ہو گا لیکن مجھے معلوم نہیں کہ مزید کام کتنا ہے، روشن میں غالب سے متعلق جو مضامین شائع ہوئے ہیں ان کو بھی اس میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ مبشر علی صاحب [۵۷] کی کتابیں بھی شریک کر لی ہیں۔

اس سلسلے میں آپ کی مدد ضروری ہے۔ بیگم صاحبہ اور بچوں کو دعائیں کہیے، والسلام۔ دعا گو

محمد انصار اللہ

(۳۰)

باسمہ

علی گڑھ -۹۶/۱۰/۱۲

محب گرامی وعلیکم السلام

آپ کا لفافہ مورخہ ؟ آج موصول ہوا۔ آپ نے میری خاطر اتنی زحمت اٹھائی اس کے لیے نہایت ممنون ہوں۔

آپ کی کتاب آپ کی عنایت سے میرے پاس ہے۔

بھائی میرے آپ کا بریلی کا پتا تو مجھے معلوم نہیں۔ محض اندازے سے لکھتا ہوں۔ خدا کرے کہ یہ خط پہنچ جائے۔
میں ابھی صرف کتابوں کی فہرست بنا رہا ہوں۔ رسالوں کو بہ شرط حیات پھر کبھی دیکھوں گا۔
میں بفضلہ بخیر ہوں۔ بیگم صاحبہ اور بچوں کو حسب مراتب دعائیں کہیے، والسلام۔

محمد انصار اللہ

(۳۱)

باسمہ

علی گڑھ۔[۹۸/۶/۲۵]

عزیز ارجمند! وعلیکم السلام

گرامی نامہ مورخہ ۲۲/۶، ابھی ابھی ملا۔ آپ کے مجوزہ مجموعے[۵۸] کے لیے مضمون ان شاء اللہ بھیجوں گا لیکن فوری طور پر عنوان کا تعین کرنا ممکن نہیں۔ شاید نواسے متعلق لکھوں گا۔

خدا آپ کے تمام منصوبوں کو کامیاب کرے۔ میں بخیر ہوں۔ دعاؤں کا طالب ہوں، والسلام، دعا گو

محمد انصار اللہ

(۳۲)

باسمہ

علی گڑھ۔ ۹۸/۶/۲۸

محبی سلام ورحمت!

آپ نے اچھی بس میں بٹھادیا، کنڈکٹر راستے بھر خیریت پوچھتا رہا اور پھر بہت محبت سے مجھے کاسگنج میں اس نے اتار دیا۔ اتفاق سے آخری بس کھڑی مل گئی اور میں گیارہ بجے گھر پہنچ گیا[۵۹]۔ اللہ کا شکر ادا کیا۔

مخزن امثال[۶۰] کی مجموعی ضخامت سوا سو صفحے ہوگی۔ اب یہ بھی بتائیے کہ اگر وہ لوگ اس کی ڈیڑھ سو جلدیں خریدنا چاہیں تو اندازاً ایک جلد کتنے کی پڑے گی اور ان مقررہ جلدوں کے علاوہ اگر اور بھی مزید خریدنا چاہیں تو کیا صورت ہوگی؟ میں ان کو اس بارے میں خط لکھ رہا ہوں۔

کیا یہ ممکن نہیں کہ اسے آپ اپنے طور پر بغیر کسی پیشگی معاہدے کے چھپوائیں اور چھپوانے کے بعد جب آپ اس کی قیمت مقرر کرلیں تو مختلف حضرات کے پتے آپ کو دے دیے جائیں اور ان سب کو یہ کتاب آپ قیمتاً بھیج دیں۔

دراصل ڈیڑھ دو سو جلدیں جو آپ سے لی جائیں گی، مختلف مقاموں پر بھیجنی ہوں گی اب کوئی صاحب اسے منگائیں اور پھر فرداً فرداً مختلف لوگوں کو بھیجیں، اس سے بہتر یہ ہے کہ براہ راست آپ ہی ان کے پتے پر براہ راست بھیج دیں۔

اس سلسلے میں آپ کے مفصل جواب کا جلد انتظار رہے گا، کیوں کہ میں اس وقت اس بارے میں اُن کو خط لکھ رہا ہوں۔ دلہن بیگم کو دعائیں کہیے، والسلام دعا گو۔

محمد انصار اللہ

(۳۳)

باسمہٖ

علی گڑھ-۵/۳/۰۴

عزیز دانش مند! سلام مسنون

ایک طویل عرصے کے بعد لکھ رہا ہوں۔ دراصل ریٹائر ہونے کے بعد مصروفیتیں عجیب طرح سے زیادہ ہوگئیں اور اب جو بڑے، برابر والے اور چھوٹے ہمیں چھوڑ چھوڑ کر اللہ کو پیارے ہورہے ہیں ان کے غم اور صدمے۔ اللہ رحم کرے اور ایمان پر خاتمہ ہو۔ آپ بھی دعا فرمائیں۔

آج کی ڈاک سے لطیف نامہ"[۱] کا ایک نسخہ ملا، میرے جیسے شخص کے لیے یہ کس قدر مفید اور اہم ہے، اسے بیان نہیں کر سکتا۔ آپ نے اس کا ایک نسخہ عنایت کیا۔ اس نوازش کے لیے دل [سے] ممنون ہے۔ اللہ اجر دے گا۔

یہ لطیف نامہ بہت سلیقہ سے اور بہت خوب صورت چھپا ہے اس کے لیے مبارک باد۔

میں اللہ کے فضل سے بخیر ہوں اور دعاؤں کا متمنی، والسلام۔

محمد انصار اللہ

(۳۴)

باسمہٖ

علی گڑھ-۲۸.۱۱.۰۵

عزیز ارجمند، سلام مسنون!

آپ تشریف لائے۔ ایک طویل مدت کے بعد مختصر ہی سہی لیکن ملاقات ہوئی۔ دل خوش ہوگیا۔ آپ نے کرم پر مزید کرم یہ فرمایا کہ اپنی دو کتابیں عنایت فرمائیں۔ ان کے لیے خصوصاً شکر گذار ہوں۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ سے توقع بھی یہی تھی، اتنی مدت کے بعد تشریف لائے تھے تو خالی ہاتھ کیا آتے اور اس سے بہتر میرے لیے کوئی تحفہ نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ کے آداب، آپ کی خوبیاں اس زمانے میں کہاں دیکھنے میں آتی ہیں۔ اللہ خوش رکھے۔

شوق نے چین نہ لینے دیا۔ دونوں کتابوں کو آپ کے جاتے ہی سرسری طور پر ہی سہی، دیکھ ڈالا۔ دل نے دعا دی۔ اللہ آپ کو ہر میدان میں ترقیاں عطا کرے۔

'لطیف نامہ' اسم بامسمیٰ ہے اور اس کے نام میں بھی لطف کی کیسی صورتیں ہیں۔ دیدہ زیب، مفید معلومات کا خزانہ، اس قسم کے کام کرنے والوں کے لیے راہ نما، بہت اچھے کاغذ پر نہایت سلیقہ سے چھپا ہے۔

نقد واثر [۶۲] کے سب مضامین اس لائق ہیں کہ ان کو اطمینان سے پڑھا جائے۔ ضرب الامثال سے متعلق پہلے بھی ایک کتاب آپ شائع کر چکے ہیں۔ میں نے بھی اس موضوع سے متعلق ایک طویل مضمون لکھا تھا جو سہ ماہی اردو کراچی میں چھپا تھا۔ میرے ایک عزیز نے اس کو اپنی کتاب میں بھی شامل کر لیا۔ البتہ میری کم نصیبی نے اس پر میرا نام نہیں چھپنے دیا۔

تذکرہ نویسی سے متعلق اس کتاب میں آپ کے مضمون [۶۳] کو پڑھ لیا۔ بہت خوب ہے، اللہ اور زور قلم عطا کرے۔

کتاب ''نقد واثر'' اپنی ضخامت کے اعتبار سے بہت سلیقہ سے چھاپی گئی ہے۔ ترتیب بھی اچھی ہے۔ سلیقے کی بات آپ کے بارے میں غالباً غیر ضروری ہے۔ ترتیب اور طباعت کا آپ کو جو تجربہ ہے، کم لوگوں کو میسر آتا ہے۔

ڈاکٹر خلیق انجم [۶۴] ہوسٹل کے میرے ساتھیوں میں سے ہیں۔ میں ان کے ''انداز گفتگو'' کا شروع سے معترف رہا ہوں۔ نقد واثر کے لیے ان کا 'مقدمہ' بہت اچھا ہے۔ اللہ آپ کی اس کتاب کو علمی حلقوں میں مقبول کرے۔

اللہ کے فضل سے میں بظاہر ٹھیک ہوں لیکن سفر کی ہمت اب بالکل نہیں رہ گئی ہے۔ گھر سے بھی کم سے کم نکلتا ہوں۔ بس اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ جب تک زندہ ہوں اللہ کسی کا دست نگر اور محتاج نہ کرے اور ایمان پر خاتمہ ہو۔ اسی کے لیے آپ سے بھی درخواست ہے۔ والسلام، دعا گو

محمد انصار اللہ

(۳۵)

باسمہ

علی گڑھ۔ ۰۷/۵/۱۲

برادرارجمند، سلام مسنون!

آپ کی ڈاک سے کتاب کا پیکٹ ملا۔ کھولا تو دگنی خوشی حاصل ہوئی۔ پہلی کتاب کے ملنے کی، دوسری آپ کی تالیف کے موصول ہونے کی۔ مجھے کیا معلوم کہ جس کتاب کا آپ ذکر کر رہے ہیں وہ آپ ہی کی تالیف ہے [۶۵]۔ اللہ مبارک

کرے اور آپ کو زیادہ سے زیادہ علمی ترقی عطا کرے۔ کچھ شک نہیں کہ کسی تعلیمی ادارہ سے وابستہ نہ ہونے کے باوجود آپ نے جو ترقی کی ہے اس کی مثال کم ملے گی۔

آپ کی یہ کتاب دو مرتبہ چھپ چکی ہے، اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ علمی حلقوں میں اس کی بخوبی پذیرائی ہوئی ہے۔ وجہ اس کی یہی ہے کہ آپ کی تحریر صاف اور سلیس ہوتی ہے اور آپ جو لکھتے ہیں غور و فکر، مطالعہ اور تحقیق کے ساتھ لکھتے ہیں۔

میں اللہ کے فضل سے بخیر ہوں۔ والسلام۔ بچوں کو دعائیں کہیے۔

محمد انصار اللہ

(۳۶)

باسمہٖ

علی گڑھ - ۱۰/۴/۱۶

محب گرامی سلام مسنون!

بہت دن سے خیریت نہیں ملی۔ فکر ہے اپنی اور متعلقین کی خیریت سے مطلع کریں۔ اپنی علمی مصروفیتوں کا بھی حال تحریر کریں۔

میں اللہ کے فضل سے بخیر ہوں، آپ سے دعاؤں کا طالب ہوں، والسلام۔

محمد انصار اللہ

حوالہ جات:

۱۔ ڈاکٹر اسعد بدایونی (ف ۲۰۰۳ء) جو ان دنوں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھے، اور ڈاکٹر صاحب کی چند تصانیف کے مسودات برائے کتابت میرے حوالے کرنے کے لیے لائے تھے۔

۲۔ ہم جتنے تیز گام ہوئے فاصلے بڑھے / عجلت تو اور باعثِ تاخیر بن گئی

شاد قادری ککرالوی (ف ۱۹۹۳ء) کے پیش نظر شعر پر راقم الحروف نے ڈاکٹر صاحب کی رائے طلب کی تھی۔ شاد قادری، ابر احسنی گنوری (ف ۱۹۷۳ء) کے شاگرد تھے۔ ابتدائی دور میں راقم الحروف نے بھی ان سے مشورۂ سخن کیا تھا۔

۳۔ راقم الحروف کے مضامین کا پہلا مجموعہ دید و دریافت (ناشر روشن پبلی کیشنز، بدایوں ۱۹۸۱ء)

۴۔ دید و دریافت (مجموعۂ مضامین) نثار احمد فاروقی (آزاد کتاب گھر، دہلی، اول ۱۹۶۴ء)

۵۔ پروفیسر عبد القوی دسنوی (ف ۲۰۱۱ء)

۶۔ ڈاکٹر صاحب کو تسامح ہوا۔ حنیف نقوی نے اپنے نام کے ساتھ 'سید' کا سابقہ کبھی استعمال نہیں کیا، البتہ ابتدائی مضامین میں انھوں نے مکمل نام 'حنیف احمد نقوی سہسوانی' لکھا ہے، لیکن یہ شاذ ہے۔ دیکھیے: پیش رس، مشمولہ حنیف نقوی کی ابتدائی تحریریں، ڈاکٹر شمس بدایونی (گوپال پور ۲۰۱۶ء، ص: ۲۸)

۷۔ راقم الحروف اِن دنوں علی گڑھ میں زیر تعلیم تھا۔

۸۔ مضمون کا عنوان تھا: طرب و دلگیر، جو سہ ماہی روشن بدایوں (جلد ۶، شمارہ ۱، ۱۹۸۳ء) میں شائع ہوا تھا۔ اس میں چھنولال دلگیر کے تبدیلیِ مذہب پر بحث کی گئی ہے۔

۹۔ دلگیر کے تبدیلیِ مذہب سے متعلق یہ چند صفحات بھی روشن (ج/۶، ش/۲، ۱۹۸۳ء) میں گفت و شنید کالم کے تحت شائع ہوئے۔

۱۰۔ اس تحریر کا عنوان تھا: عہدِ خسرو کی ہندوستانی بولیاں، یہ مضمون روشن (ج/۷، ش/۱۹۸۴، ۲ء) میں شائع ہوا۔

۱۱۔ راقم الحروف نے ۱۹۸۳ء میں ایم اے (سالِ اول) کا امتحان پاس کیا تھا۔ اسی کے بارے میں استفسار ہے۔ اسی امتحان کی ایک کاپی ان کے پاس بھی گئی تھی، جانچنے کے لیے۔ چوں کہ میں نے انھیں اپنا رول نمبر نہیں دیا تھا لہٰذا انھوں نے بقول خود سارے طلبہ کو ساٹھ سے زیادہ نمبر دیے تھے۔

۱۲۔ منشی پریم چند (ف ۱۹۳۶ء) کا ایک نو دریافت مضمون 'بنارس' روشن کے اس شمارے میں میرے تمہیدی نوٹ کے ساتھ شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون ایک درسی کتاب (ناقص الاول وآخر) سے حاصل ہوا تھا۔ مضامین پریم چند مرتبہ قمر رئیس میں یہ شامل نہیں، البتہ کلیات پریم چند مرتبہ مدن گوپال (ناشر قومی کونسل دہلی) کی کسی جلد میں 'روشن' سے اخذ کر کے اسے شامل کر لیا گیا ہے۔

۱۳۔ اختر انصاری (ف ۱۹۸۸ء) کے مضمون کا عنوان تھا: اردو میں روائی تحریروں کا پس منظر۔ انھوں نے اس مضمون میں اردو کے ابتدائی دور کے تحریری نمونوں پر گفتگو کی تھی، جس میں اشرف جہانگیر سمنانی کا رسالہ اخلاق و تصوف اور صراط مستقیم کا بھی ذکر تھا۔ یہ مضمون دراصل ان کی غیر مطبوعہ کتاب اردو فکشن بنیادی و تشکیلی عناصر کا ابتدائی باب تھا۔ اسے پہلی بار انجمن ترقی اردو کراچی نے ۱۹۸۳ء میں اور دوسری بار ادارہ چنگاری دہلی نے ۱۹۸۴ء میں شائع کیا تھا۔

۱۴۔ انجمن ترقی اردو پٹنہ کا ماہ وار رسالہ 'معیار' مرتب قاضی عبدالودود

۱۵۔ تاریخ اقلیم ادب، ج/۱ (علی گڑھ ۱۹۷۹ء)

۱۶۔ اختر انصاری نے کربل کتھا کا سالِ تصنیف ۳۳-۱۷۳۲ء تحریر کیا تھا۔

۱۷۔ پروفیسر حنیف نقوی (ف ۲۰۱۲ء) نے علی گڑھ تاریخ ادب اردو (علی گڑھ، جو چھپنے کے بعد واپس لے لی گئی) کی جلد دوم کے لیے فضلی کی کربل کتھا پر مقالہ لکھا تھا، لیکن تقریباً پندرہ سال بعد یہ شش ماہی غالب نامہ (دہلی) میں بہ عنوان "فضلی اور ان کی کربل کتھا" دو قسطوں (جنوری و جولائی ۱۹۸۴ء) میں شائع ہوا۔ پروفیسر نقوی کی وفات کے بعد ان کے مجموعۂ مضامین باسم 'تذکرے اور تبصرے' (رامپور ۲۰۱۸ء) میں بھی یہ دیکھا جاسکتا ہے۔

۱۸۔ ڈاکٹر محمد ایوب قادری (ف ۱۹۸۳ء) کے اس مضمون کا عنوان تھا: وحید احمد مسعود (ایڈیٹر نقیب بدایوں) راقم الحروف کے قادری مرحوم سے مراسم تھے۔ ان کی موت سے مجھے شدید صدمہ پہنچا۔ میرا ارادہ تھا کہ ان کی علمی خدمات کے اعتراف میں روشن کا ایک خصوصی شمارہ شائع کروں لیکن قلم کاروں کے عدم تعاون کے سبب یہ ممکن نہیں ہو سکا البتہ راقم الحروف نے ان پر ایک تعارفی مقالہ مرتب کر کے معارف (اعظم گڑھ) میں شائع کرا دیا تھا۔ (نومبر ۱۹۸۴ء) بعد میں یہ مقالہ متعدد جگہ نقل ہوا۔ یادگار ایوب قادری (کراچی ۱۹۸۶ء) اور حقائق و بصائر (بریلی ۱۹۸۵ء) میں بھی شامل ہوا۔

۱۹۔ شعری ضرب الامثال (اول) ناشر روشن پبلی کیشنز، بدایوں ۱۹۸۴ء

۲۰۔ شاہ برکت اللہ پیمی بلگرامی ثم مارہروی (ف ۱۷۲۹ء)

۲۱۔ امام بخش صہبائی (ف ۱۸۵۷ء) پر انصار اللہ مرحوم کی تحریر کردہ، صہبائی: ایک تعارف (علی گڑھ ۱۹۸۶ء) وقیع کتاب ہے۔

۲۲۔ مکمل شعر اس طرح ہے:

آدمیت اور شے ہے، علم ہے کچھ اور چیز / کتنا طوطے کو پڑھایا، پر وہ حیواں ہی رہا (شیخ ابراہیم ذوق)

۲۳۔ مصرع اول اس طرح ہے:

قرض کی پیتے تھے مے، لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں

۲۴۔ یہ شعر اختر انصاری (ف ۱۹۸۸ء) کے مجموعہ کلام آبگینے (لاہور ۱۹۶۱ء، ص: ۱۱۰) میں دیکھا جاسکتا ہے۔

۲۵۔ مراد خالد عابدی، جن کے ریڈیائی ڈراموں کا مجموعہ پیکر آواز ڈاکٹر صاحب نے راقم الحروف اور شہپر رسول مدیر حرف زار (علی گڑھ) کو برائے تبصرہ دیا تھا۔ تبصرے میں غیر معمولی تاخیر ہوئی۔ بالآخر روشن ج/۸، شمارہ ۱، ۱۹۸۵ء میں تبصرہ شائع ہوا۔

۲۶۔ ڈاکٹر خوشحال زیدی (ف ۲۰۱۹ء) طلبہ کے لیے اردو گائڈ بک (معاون کتابیں) لکھتے تھے۔ ایسی ہی کسی کتاب کا ذکر بوقت ملاقات راقم الحروف نے کیا تھا، جس کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار اس خط میں کیا گیا ہے۔

۲۷۔ اپنی مطبوعات کی طرف اشارہ ہے۔

۲۸۔ رفیع بخش قادری (۱۹۲۹ء-۱۹۸۴ء) بدایوں کے خوش فکر شاعر تھے۔ ساری زندگی درس وتدریس میں گذری۔ ملازمت کے سلسلہ میں متعدد مقامات پر رہے۔ پیلی بھیت میں ڈاکٹر صاحب کا بھی ساتھ رہا۔ ایک مجموعہ غزل لفظ وبیاں (بدایوں ۱۹۸۳ء) اور ایک مجموعہ نعت ماہ ونجوم (بدایوں ۱۹۸۵ء) یادگار ہے۔

۲۹۔ مبشر علی صدیقی (۱۹۲۷ء-۱۹۸۷ء) بدایوں کے بزرگ ادیب تھے۔ ایک درجن سے زائد کتب کے مصنف۔ زندگی بھر شعبہ تدریس سے وابستہ رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بدایوں میں اردو میڈیم اسکول قائم کرکے اردو کے فروغ کے لیے کوشاں رہے۔ راقم الحروف کو ان کی خدمت میں نیاز حاصل تھا۔ ہفتہ میں ان سے ایک ملاقات کا معمول تھا در میان کے ایام میں ان کے دستی رقعے موصول ہوتے رہتے تھے۔ انھوں نے سلیم مبشر اردو سوسائٹی بدایوں کی جانب سے ۱۹۸۵ء میں خاک سار پر ایک کتاب باسم 'اعتراف' مرتب کرکے شائع کی تھی، ایک نووارد ادیب پر بزرگ ادیب کا کتاب مرتب کرکے شائع کرنا ایک انوکھا عمل تھا۔ اس کی خاصی پذیرائی ہوئی۔ اس کتاب میں 'تاثرات نظر' کے عنوان سے انصار اللہ صاحب کی بھی ایک مختصر تحریر شامل ہے۔

۳۰۔ حاشیہ نمبر ۲۸ ملاحظہ کریں۔

۳۱۔ میرے مضامین کے مجموعے 'حقائق وبصائر' (بریلی ۱۹۸۶ء) پر ڈاکٹر صاحب نے تعارف تحریر فرمایا تھا جو کتاب کے گرد پوش پر دیکھا جاسکتا ہے۔

۳۲۔ از خاک بدایوں (چند شعرائے بدایوں کا تذکرہ وانتخاب) ناشر اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بدایوں ۱۹۸۵ء۔ اس کتاب کا پیش لفظ ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے۔

۳۳۔ سید فرخ جلالی (ف ۲۰۱۳ء) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ سے وابستہ تھے۔ راقم الحروف کے ہم وطن تھے۔

۳۴۔ علی گڑھ کے ایک مقامی کہانی نویس جناب منظور حسین پرویز۔ کچھ دن وہ ماہ نامہ روشن اور ماہ نامہ حرف زار (علی گڑھ) سے وابستہ رہے۔

۳۵۔ جناب محمد عاقل خاں (ساکن ککرالہ) میرے دوست ہیں۔ انھوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایم فل کیا تھا۔ ان کے مقالے کا عنوان تھا 'اردوے معلی کا وضاحتی اشاریہ'، یہ مقالہ ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ اس کا مقدمہ بہ عنوان 'اردوے معلی' سہ ماہی روشن (ج/۱۲، شمارہ/۳، ۱۹۸۹ء) میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

۳۶۔ مراد مبشر علی صدیقی جو پرنسپل کے عہدے سے ریٹائر ہوئے تھے اور یہ لفظ ان کے نام کا حصہ بن گیا تھا۔

۳۷۔ مبشر علی صدیقی کی کتاب ایک معلم کے خطوط (بدایوں ۱۹۸۵ء)

۳۸۔ سید فضل المتین (متین اجمیری) معنی اجمیری کے حقیقی برادرزادہ۔ نثر ونظم دونوں پر قدرت رکھتے ہیں۔ ابھی بحمد اللہ بقید حیات ہیں۔ ایک مجموعہ کلام باسم 'کلام' (اودے پور ۱۹۷۳ء) اور شعرائے اجمیر (جے پور ۱۹۸۷ء) میرے علم میں ہے۔ سہ ماہی 'نخلستان' جے پور کے بھی مدیر رہے۔

۳۹۔ سید عبد الباری معنی اجمیری (۱۹۰۳ء-۱۹۵۳ء) بڑے سخن ور تھے۔ شعرائے اجمیر کے مقدمہ میں ان کی شاعری پر تفصیل سے اظہار خیال کیا گیا ہے۔ قدما کی طرح تمام اصناف سخن پر یکساں قدرت رکھتے تھے۔ جس کے نمونے مقدمے میں دیے گئے ہیں۔ نثر میں چھے کتابیں یادگار ہیں: تاریخ السلف (آگرہ ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء) سوانح عمری خواجہ فرید الدین (اجمیر ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء) ہمارے خواجہ (آگرہ ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء) سوانح عمری خواجہ فخر الدین گردیزی (اجمیر ۱۹۳۶ء) اسانید الصنادید (۱۹۵۲ء)

۴۰۔ پروفیسر ابواللیث صدیقی (ف ۱۹۹۴ء) ان دنوں بدایوں آئے ہوئے تھے۔ راقم الحروف نے اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بدایوں کی جانب سے ۲۷ فروری ۱۹۸۶ء کو استقبالیہ دیا تھا جس میں انھوں نے تقریباً گھنٹہ بھر تقریر کی تھی اور اپنے وطن کی یادوں سے تقریر کو دلچسپ بنا دیا تھا۔

۴۱۔ اعتراف مرتبہ مبشر علی صدیقی (بدایوں ۱۹۸۵ء)

۴۲۔ یہ مضمون روشن میں بہ عنوان 'ہندی اردو پہیلیاں' شائع ہوا۔ (ج/۹، شمارہ ۱-۲، ۱۹۸۶ء)

۴۳۔ تذکرہ نعت گویان بریلی، از ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب (بریلی ۱۹۸۶ء)

۴۴۔ مشفق خواجہ (ف ۲۰۰۵ء)

۴۵۔ تذکرہ شعراے بدایوں، ۲ جلد، شہید حسین شہید (کراچی ۱۹۸۷ء)

۴۶۔ ۱۴ فروری ۱۹۸۸ء کو راقم الحروف کی شادی خانہ آبادی کی رسم ادا ہوئی۔ ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی (ف ۲۰۰۰ء) نے تاریخ کہی:
ملہم غیب بہ زیبائی بگفتا تاریخ ۴۰

شادی شمس بدایونی مبارک باشد ۱۳۶۸ا

۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء

اطہر کمالی (ف ۱۹۹۱ء) نے ایک دل چسپ رخصتی لکھی، جس کا پہلا اور آخری شعر یہ ہے:

رشتۂ مہر و محبت ٹوٹتا ہے کیا کریں
ایک اچھا شخص ہم سے چھوٹتا ہے کیا کریں
شمس جاؤ عزت و حشمت تمھارے ساتھ ہو
زندگی کی یہ مہابھارت تمھارے ہاتھ ہو

تجربے نے بتایا کہ شادی کے بعد کی زندگی کسی مہابھارت سے کم نہیں۔

۴۷۔ پروفیسر ظہیر احمد صدیقی (ف ۲۰۰۳ء) میرے ہم وطن تھے اور پی ایچ ڈی کے ممتحن بھی، زبانی امتحان کے دوران انھوں نے کہا کہ: آپ سے کیا سوال کیا جائے؟ آپ تو متعدد کتابوں کے مصنف ہیں، اپنے مقالے کے کسی بھی حصے سے کچھ عبارت کی قرأت کر دیجیے تاکہ رسم پوری کی جاسکے۔

۴۸۔ مہرشی شیوبرت لال ورمن (ف ۱۹۳۹ء) زمانہ کانپور کے بنیاد گزار مدیر (اجراء: بریلی، اکتوبر ۱۹۰۳ء) ہندو مذہب کے بڑے مبلغ تھے۔ ویدوں کے اردو تراجم کے علاوہ تقریباً بارہ سو چھوٹی بڑی کتب ورسائل کے مصنف۔ انصار اللہ نے ان پر کئی سال لگاتار کام کیا۔ اولاً ان پر شعبۂ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی جانب سے ایک دو روزہ سمینار ۱۸،۱۹ اگست ۱۹۹۱ء کو منعقد کیا، جس کے کنوینر وہ خود تھے۔ بعد میں اردو و ہندی میں ان پر حسب ذیل کتب مرتب کر کے شائع کیں: داتا دیال شیوبرت لال ورمن (دہلی ۱۹۹۱ء)، داتا دیال مہرشی شیوبرت لال ورمن: حیات وخدمات (پٹنہ ۱۹۹۴ء)، داتا دیال شیوبرت لال ورمن اوران کی کتابیں (پٹنہ ۱۹۹۴ء)، داتا دیال شیوبرت لال ورمن (ہندی، دہلی ۱۹۹۵ء) مہرشی شیوبرت لال ورمن کا کلام نیر اعظم (ہندی، علی گڑھ ۱۹۹۶ء) نیر اعظم (رومن میں، علی گڑھ ۱۹۹۹ء) راقم الحروف بوجہ مصروفیت اس سمینار میں شریک نہیں ہو سکا۔

۴۹۔ اٹلی کا شہر NAPALES

۵۰۔ مونس بکڈپو بدایوں، نظامی بک ایجنسی بدایوں کا نیا نام تھا، جو نظامی بدایونی کے پوتے مونس نظامی (ف ۲۰۰۶ء) چلاتے تھے۔ یہ بکڈپو قدیم کتب کی خرید وفروخت کا کاروبار کرتا تھا۔ کبھی کبھی اپنی فہرستیں بھی شائع کرتا تھا جو قدیم کتب کے متلاشیوں کے لیے بڑی کارآمد ہوتی تھیں۔

۵۱۔ سورج نرائن مہر دہلوی (ف ۱۹۳۱ء) گوری شنکر لال اختر، شیوبرت لال ورمن کے داماد تھے۔ انھوں نے اردو میں تقریباً نصف درجن رسائل نکالے۔ مزید حالات دست یاب نہیں ہو سکے۔

۵۲۔ مراد پی ایچ ڈی کا مقالہ بہ عنوان نظامی بدایونی اور نظامی پریس کی ادبی خدمات یہ مقالہ اکتوبر ۱۹۹۰ء میں روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی میں داخل کیا گیا تھا، جس پر فروری ۱۹۹۲ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض ہوئی۔ ۱۹۹۵ء میں یہ مقالہ من وعن دہلی سے چھپ کر شائع ہوا۔

۵۳۔ ویریندر پرشاد سکسینہ (ف ۲۰۱۰ء) ہندو شعرا و ادبا کی سوانح وادبی خدمات ان کے مطالعے کا خاص موضوع تھا۔ راقم الحروف نے اپنی ادبی زندگی کے آغاز میں ان کے ذاتی کتب خانے سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ لکھنے پڑھنے اور کام کرنے والوں کو کتابیں فراہم کرنے میں فراخ دل واقع ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنے مضامین کے مجموعے 'ادبی زائچے' (بدایوں ۱۹۸۵ء) کا انتساب از راہ محبت خاک سار کے نام کیا ہے۔ تسلیم غوری بدایونی نے ان پر ایک مونو گراف باسم ویریندر پرشاد سکسینہ: حیات وخدمات، مرتب کر کے ۲۰۰۹ء میں بدایوں سے شائع کیا تھا جس میں ان کی جملہ تحریروں کا اشاریہ بھی شامل ہے۔

۵۴۔ یہ فہرست سہ ماہی روشن بدایوں کے گوشۂ انصار اللہ (شمارہ ۲، ۱۹۹۰ء) میں شامل ہوئی۔

۵۵۔ جس زمانے میں خاکسار، اردو میں مستعمل قرآنی امثال پر مقالہ مرتب کر رہا تھا، حنیف نقوی مرحوم نے فون پر مطلع کیا کہ اس پر پاکستان میں کام کیا جاچکا ہے۔ انصار اللہ صاحب سے یہ استفسار اسی سلسلے میں تھا، بعد میں 'میں نے اس کتاب کو کھوج نکالا۔ یہ میرے موضوع سے بالکل مختلف تھی۔ اس کا نام ہے:

اردو میں قرآن وحدیث کے محاورات/ڈاکٹر غلام مصطفی خاں، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، ۱۹۸۰ء

اس کتاب میں قرآنی آیتوں اور احادیث کے جملوں سے ایسے بہ کثرت عربی محاورات اخذ کیے گئے ہیں، جن کا مفہوم اردو محاورے ادا کرتے ہیں اور جن کو شعرانے بھی نظم کیا ہے۔ جب کہ میرا مقالہ ان ۱۵۴ قرآنی آیتوں کی جمع وتخریج پر مشتمل تھا جو بطور کہاوت اردو زبان وادب کا حصہ بن چکی ہیں (مثلاً ہل من مزید، ہذا من فضل ربی، اسفل سافلین، الا ماشاء اللہ وغیرہ) یہ مقالہ معارف اپریل ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔ میرے مضامین کے مجموعے نقد ونظر (دہلی ۲۰۰۴ء) میں بھی شامل ہے۔

۵۶۔ غالب ببلیو گرافی کا طبع اول علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے ۱۹۷۲ء میں شائع کیا تھا، طبع دوم مع اضافہ جات و ترتیب جدید غالب انسٹی ٹیوٹ دہلی نے ۱۹۹۸ء میں شائع کیا۔

۵۷۔ مبشر علی صدیقی نے غالب سے متعلق تین مضامین لکھے تھے جو ان کے مجموعۂ مضامین میں شامل تھے۔ انہی کا تذکرہ ہے۔

۵۸۔ یاد نہیں کس مجوزہ مجموعے کا ذکر ہے۔ نوا یعنی نواب ظہور اللہ خاں نوا (ف ۱۸۳۰ء) کے نام سے یہ گمان گزرتا ہے کہ یہ بدایوں کی شعری و ادبی شخصیات سے متعلق رہا ہوگا۔

۵۹۔ جون ۱۹۹۸ء کے آخری ہفتے میں اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بدایوں کی دعوت پر ڈاکٹر صاحب بدایوں تشریف لائے اور ایک دن و رات قیام کیا۔ اراکین انسٹی ٹیوٹ اور بعض مقامی ادب دوست افراد کے درمیان انھوں نے اردو تحقیق پر ایک مختصر تقریر کی۔

۶۰۔ یہ منشی شیو برت لال ورمن کی تالیف تھی، جسے ان کے داماد گوری شنکر لال اختر نے مرتب کر دیا تھا، اسی کا متن ڈاکٹر صاحب نے ایران ایمبیسی کی جانب سے شائع ہونے والے رسالے دانش (اسلام آباد) میں شائع کرا دیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب اسے میرے ذریعے کتابی شکل میں بھی چھپوانا چاہتے تھے، جو بوجوہ ممکن نہیں ہو سکا۔ خط نمبر ۲۸ میں بھی اس کا تذکرہ آیا ہے۔

۶۱۔ ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب (بریلی) کی حیات و خدمات کا تعارف اور ان کی تحریروں کا توضیحی اشاریہ مطبوعہ رامپور ۲۰۰۴ء

۶۲۔ نقد و اثر (دہلی ۲۰۰۴ء) اس کتاب میں شامل مضامین کو عام طور پر پسند کیا گیا تھا۔

۶۳۔ بدایوں میں اردو تذکرہ نویسی کی روایت (انیسویں صدی میں)

۶۴۔ ڈاکٹر خلیق انجم (ف ۲۰۱۶ء)

۶۵۔ ڈاکٹر صاحب ان دنوں تاریخ ادب اردو (۱۸۵۸ء تا ۱۹۱۱ء) جلد شانزدہم کے لیے مواد اکٹھا کر رہے تھے۔ اس پچاس سالہ دور کے دوران بدایوں کی علمی و ادبی روایت اور یہاں کے ارباب علم و ادب کی نثری و شعری میدان میں کارگزاریوں کو بالتفصیل پیش نظر رکھنا چاہتے تھے۔ بدایوں سے متعلق میرا بیشتر کام ان کی نظر میں تھا، البتہ کراچی سے شائع ہونے والا نعت گو شعراء کا تذکرہ باسم شعرائے بدایوں دربار رسول میں (کراچی ۱۹۹۷ء) ان کی نظر سے نہیں گذرا تھا۔ اس کتاب سے انھیں خاطر خواہ مواد مل گیا۔
ڈاکٹر صاحب کی مرتبہ تاریخ قومی کونسل دہلی سے ۲۰۱۶ء میں شائع ہوئی۔ بدایوں سے متعلق حصے میں انھوں نے متعدد جگہ میرے حوالے دیے ہیں۔ یہ حصہ تقریباً ۴۳ صفحات کو محیط ہے۔

Abstract

The article presents 36 letters of a known literary researcher Muhammad Ansar-ullah written to the writer of this article, along with detailed notes in the end about issues discussed in these letters. In his letter the writer guides about book editing skills and research to the receiver. Being a senior writer, he gives details on many issues which the receiver missed in his works. He mentions many new names and rare books for him to guide him to his interests of research. The letters shed light on the conduct of his research that he was not among those who were in haste to publish their research. In one the letters published; he requested the recipient to return his research about Urdu riddles as he has found some new details worthy of adding in it.

Keywords: Letters of a researcher, research writing, editing skills